OPEN ACCESS
RUSHD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Lahore Insititute for Social Sciences, Lahore.*

ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
Jul-Dec-2022
Vol: 3, Issue: 2
Email: journalrushd@gmail.com
OJS: https://rushdjournal.com/index

ڈاکٹر حافظ غلام سرور[1]
ڈاکٹر حافظ عاطف اقبال[2]

الكوكب الدري على جامع الترمذي اور فقہ الحديث
(ایک تحقیقی وتقابلی جائزہ)

Al Kawkab Ad-Durri `Ala Jami` At-Tirmidhi And Fiqhul Hadith
(A Research & Analaytical Review)

Abstract

The article focuses on a multi-volume commentary on the book "Jamiat-Tirmidhi" titled "Al-Kawkab ad-Durriala Jami` at-Tirmidhi." This commentary was written by the Indian scholar Rasheed Ahmad Gangohi and serves as a valuable source of information on Ilm Fiqh-ul-Hadith, a crucial branch of Hadith studies that examines how religious rules and regulations are derived from Hadith texts. The author's approach to interpreting the A'Hadith using Fiqh principles is unique and distinct from other scholars' interpretations and justifications. He provides new insights and builds upon the work of previous scholars to offer a comprehensive understanding of the obligations and orders of the religion. The commentary is a valuable resource for scholars and students of Islamic studies.

1 اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ اسلامیہ گریجویٹ کالج، قصور، پاکستان
2 پوسٹ ڈاکٹریٹ، اکیڈمی آف اسلامک اسٹڈیز، یونیورسٹی آف ملایا، ملائیشیا

Keywords: Al-Kawkab ad-Durri; Jami` at-Tirmidhi; Gangohi; storehouse; Fiqh-ul-Hadith

تمہید:

علومِ حدیث میں سے کچھ علم ایسے ہیں جن کا تعلق درایۃ الحدیث کے ساتھ ہے، ان پر متنِ حدیث کے فہم کا دارو مدار ہے، انہی میں سے ایک اہم علم فقہ الحدیث ہے، بہت سے اہلِ علم نے اسے اپنی تحقیق کا میدان بنایا ہے، شراحِ کتبِ حدیث نے اپنی شروحات میں اس کی ابحاث بیان کیں، انہی شروحات میں سے ایک شیخ رشید احمد گنگوہیؒ کی املائی شرح "الکوکب الدری علی جامع الترمذی" بھی ہے۔ محقق نے اس تحقیقی مضمون میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ الکوکب الدری کی امتیازی خصوصیات کیا ہیں، صاحبِ کتاب نے فقہ الحدیث کی مباحث میں کیا اسلوب اختیار کیا ہے، کیا انہوں نے احادیث سے دقیق استنباطات کیے ہیں۔ چنانچہ محقق نے اس مضمون کے پہلے حصے میں علم فقہ الحدیث کا مختصر تعارف اور الکوکب الدری کا تعارف و خصوصیات بیان کیں ہیں، دوسرے حصے میں الکوکب الدری سے احکام و مسائل کے استنباط کی امثلہ، تیسرے حصے میں صاحبِ کتاب کے بیان کردہ دقیق استنباطات کی امثلہ اور چوتھے حصے میں احادیث سے قواعدِ فقہیہ کا استنباط و استعمال کی امثلہ بیان کیں ہیں۔ آخر میں اس بحث سے حاصل ہونے والے نتائج کو بیان کیا ہے۔

علمِ فقہ الحدیث کا مختصر تعارف:

یہ وہ اہم علم ہے کہ جس کے ذریعے نہ صرف متنِ حدیث کی اصل مراد سے آگاہی حاصل ہوتی ہے، بلکہ اس سے احکام و مسائل کا استخراج، ان کی حکمتوں اور علتوں سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ اس علم سے مشکل الفاظ کی توضیح اور تعارض روایات کی توجیہ و تطبیق سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

اہل علم کی بیان کردہ تعریفات:

علم فقہ الحدیث کی اہل علم نے مختلف تعریفات لکھی ہیں، چنانچہ اس کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"هو استخراج الحكم والأحكام من نصوصه ومعانيه وجلاء مشكل ألفاظه على

أحسن تاويله"[1]

"نصِ حدیث سے حکمتوں اور احکام کے استنباط اور حدیث کے مشکل الفاظ کی عمدہ تاویل و توجیہ کا نام فقہ الحدیث ہے۔"

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"هو ما تضمنه متن الحديث من الأحكام والآداب المستنبطة " [2]

"متنِ حدیث جن احکام و آداب پر مشتمل ہوتا ہے ان کے استنباط کو فقہ الحدیث کہتے ہیں۔"

صاحب تحفۃ الاحوذی، علامہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"هو علم يبحث عن المعنى المفهوم من ألفاظ الحديث وعن المراد منها مبنيا على قواعد العربية وضوابط الشرعية ومطابقا لأحوال النبي صلى الله عليه وسلم" [3]

"وہ علم ہے کہ جس میں الفاظِ حدیث کے معنٰی، مفہوم اور ان کی مراد کے بارے میں شرعی ضابطوں، عربی قاعدوں کی روشنی میں اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حالات کے مطابق بحث کی جاتی ہے۔"

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اور شیخ صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ نے ابجد العلوم میں اسی مندرجہ بالا تعریف سے ملتی جلتی تعریف کی ہے۔(4)

نیز متعدد اہل علم نے اس علم کو نصف علم قرار دیا ہے، اور یہ کہا ہے کہ صحتِ حدیث کی پہچان حاصل کر لینے کے بعد فہم و فقہ حدیث میں مشغول ہونا ضروری ہے، کیونکہ یہی اس علم کا پھل ہے اور عمارت کے بغیر صرف بنیاد ایک ویران جگہ ہے۔(5)

---

1 قاضي عياض، أبو الفضل عياض بن موسى، الألماع إلى معرفة أصول الرواية و تقييد السماع (قاهرة: دار التراث، 1379ھ)، ص: 5

2 الطيبي، حسين بن محمد، الخلاصة فى معرفة الحديث (عمان: الرواد للنشر، 1430ھ)، ص: 69

3 مباركپوري، عبد الرحمن بن عبد الرحيم، تحفة الأحوذي (بيروت: دار الكتب العلمية، س۔ ن)، 1:40

4 ابن حجر العسقلاني، أحمدبن علي، فتح الباري شرح صحيح البخاري (بيروت: دارالمعرفة، 1379ھ) 1:11؛ القنوجي، محمد صديق حسن خان، نواب، أبجد العلوم (بيروت: دار ابن حزم، 1423ھ)2: 336

5 الذهبي، شمس الدين أبو عبدالله محمد بن أحمد، سير أعلام النبلاء (بيروت: مؤسسته الرسالة، 1405ھ)، 9: 107 ؛ الخطابي، حمد بن محمد، معالم السنن شرح سنن ابي داود(حلب: المطبعة العلمية،

فقہ الحدیث کی اسی افادیت کی وجہ سے ماہرین علوم الحدیث نے اس پر مختلف پہلوؤں سے تحقیقی کام کیا ہے، اس پر مستقل کتب تحریر ہوئیں، نیز شارحین کتبِ حدیث نے اپنی شروحات میں اس کی مباحث بیان کیں، کسی نے تفصیل کے ساتھ اور کسی نے اختصار کے ساتھ اس پر کلام کیا، برِ صغیر میں سب سے پہلے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ(م1172ھ) نے اس پر قلم اٹھایا اور اپنی کتب "المسوی" اور "المصفی" میں اس پر روشنی ڈالی، نیز اپنی شہرہ آفاق کتاب، حجۃ اللہ البالغۃ میں بھی اس کی مباحث بیان کیں۔ آپؒ کے بعد آپ کے جانشین، شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ(م1239ھ) نے اس پر تحقیقی کام سر انجام دیا، ان کے بعد اس حوالے سے جن اہلِ علم نے خدمات سر انجام دیں ان میں صاحبِ الکوکب الدری، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ(م1334ھ) کا نام نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ آپؒ کا زمانہ حیات 1244ھ تا1334ھ ہے، آپ کا پورا نام رشید احمد بن ہدایت احمد ہے، آپ گنگوہ کے علاقے میں پیدا ہونے کی وجہ سے گنگوہی کہلاتے ہیں۔ آپؒ نے شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مملوک علی نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ آپؒ نے پچاس سال تک اپنے علاقے گنگوہ میں تدریسِ علوم اسلامیہ کی خدمت سر انجام دی، برِ صغیر کے مختلف علاقوں کے سینکڑوں طلبہ نے آپؒ سے استفادہ کیا۔ تدریس کے ساتھ آپؒ نے اپنی مفید تالیفات و تصانیف کے ذریعے بھی لوگوں کو علمی فائدہ پہنچایا، آپؒ کی یہ تصانیف، علمِ حدیث، فقہ، کلام اور تصوف و سلوک کے حوالے سے ہیں، ان میں سے کچھ عربی زبان میں ہیں اور یہ آپؒ کی درسی تقریر پر مشتمل ہیں، مثلاً لامع الدراری، الکوکب الدری، الحل المفہم، الفیض السمائی اور تقریر الجنجوھی علی مسلم وغیرہ۔

اس کے علاوہ آپ نے جو کتب تحریر کیں ان میں فتاوی رشیدیہ، رد الطغیان فی اوقاف القرآن، زبدۃ المناسک، سبیل الرشاد، براھین قاطعہ، تصفیۃ القلوب اور امداد السلوک وغیرہ شامل ہیں۔ آپؒ کی تمام دینی خدمات میں سے خدماتِ حدیث کو زیادہ پذیرائی ملی اور خدماتِ حدیث میں سے سب سے زیادہ صحیح بخاری کی عربی شرح لامع الدراری اور جامع ترمذی کی شرح الکوکب الدری کو شہرت اور قبولیتِ عامہ حاصل ہوئی۔

موضوع کی اہمیت:

1351ھ)327:2

علماء برِ صغیر کی تصنیف کردہ شروحِ جامع ترمذی میں سے الکوکب الدری ایک اہم شرح اور فقہ الحدیث کی مباحث کا ذخیرہ ہے، ضرورت اس امر کی تھی اس کتاب کا ایک ایسا جائزہ پیش کیا جائے کہ جس سے اس کی اہمیت و افادیت بھی واضح ہو جائے اور صاحب کتاب کی علم فقہ الحدیث میں خدماتِ جلیلہ کا اظہار بھی ہو جائے، اس مضمون کی تیاری میں یہی مقصد کار فرما ہے۔ اس موضوع پر کام کرنے کی اہمیت کو مندرجہ ذیل نکات کی روشنی میں بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

☆ صاحب الکوکب نے تشریحِ حدیث کے دوران بہت سے اسلامی علوم کو یکجا کیا ہے۔

☆ اس شرح میں فقہ الحدیث پر منفرد کام کیا ہے اور دقیق استنباطات پیش کئے ہیں۔

☆ شرحِ حدیث میں قواعدِ فقہیہ کا استعمال کیا ہے اور متعدد احادیث سے قواعد فقہیہ کا استنباط بھی کیا ہے۔

☆ الکوکب الدری کی امتیازی خصوصیات کی بنا پر متعدد اہل علم نے اپنی کتب میں اس سے استفادہ کیا ہے۔

الکوکب الدری کا تعارف و خصوصیات:

الکوکب الدری، مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی درسی تقریر ترمذی ہے اور یہ آپؒ کے ان افادات کا مجموعہ ہے، جو آپؒ نے جامع ترمذی کے درس کے دوران بیان کیے اور ان کو آپ کے شاگرد رشید، مولانا یحیٰ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی زبان میں تحریر کیا۔ اس مجموعہ میں مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کردہ مختصر، مگر مفید حواشی بھی موجود ہیں، جس کی وجہ سے اس مجموعہ میں وہ ساری چیزیں نظر آتی ہیں جو کسی کتاب کی شرح و توضیح کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ یہ کتاب سب سے پہلے ۱۹۳۵ء میں مکتبہ یحیویہ سہارنپور سے دو جلدوں میں شائع ہوئی۔ ۱۹۷۵ء میں مطبع ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اسے چھاپنے کا اہتمام کیا اور چار جلدوں میں عربی ٹائپ میں شائع کیا، اس کے شروع میں مولانا ابو الحسن علی ندویؒ کا مقدمہ ہے، جس میں جامع ترمذی کی خصوصیات، مختلف شروحات اور الکوکب الدرری کی خصوصیات کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے، اس کے بعد مولانا محمد زکریاؒ کا تحریر کردہ مقدمہ ہے، جس میں مولانا گنگوہی کے طرزِ تدریس پر روشنی ڈالی گئی ہے، پھر مولانا یحیٰ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر پیشِ لفظ ہے، پھر ان کی ضبط کردہ تقریر ترمذی کا آغاز ہوتا ہے۔

پاکستان میں اس کتاب کو پہلے ایچ ایم سعید کراچی نے دو جلدوں میں شائع کیا یہ نسخہ بالکل اُس نسخہ کا عکس ہے جو مکتبہ یحیویہ سہارنپور سے شائع ہوا تھا۔ ۱۹۹۵ء میں ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ نے اسے خوبصوت طباعت کے ساتھ چھاپا اس میں مولانا محمد عاقل صاحب کا مبسوط مقدمہ بھی شامل ہے، جس میں تین فصلوں کے تحت امام ترمذی کے حالات، جامع ترمذی کے محاسن و خصوصیات اور صاحبِ کتاب، مرتب اور محشی کے حالاتِ زندگی بیان کیے گئے ہیں۔

یہ کتاب بہت سے امتیازی اوصاف کی حامل ہے۔ یہ فقہ الحدیث کا اہم ذخیرہ ہے، احادیث سے احکام کا استنباط، اسرار حدیث، احکامِ شریعت کی علتوں و حکمتوں کا بیان، تعارضِ احادیث کا حل، قواعدِ فقہیہ کا استعمال اور اختلافی آراء میں تطبیق اس کی اہم خصوصیات ہیں۔ مؤلف نے اس میں نادر الفاظ کی وضاحت، علمی نکات، ادبی و نحوی قواعد اور شرعی آداب اہتمام کے ساتھ بیان کئے ہیں، علاوہ ازیں متعدد مقامات پر اسماء الرجال اور جرح وتعدیل کا بھی بیان کیا ہے، نیز اصطلاحِ حدیث کی وضاحت کی ہے اور حدیث کے درجہ کو بیان کرنے کا بھی اہتمام کیا ہے۔

اس کتاب کے منہج واسلوب کے حوالے سے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس میں ہمیشہ اختصار کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے، اسی لیے اس میں جامع ترمذی کی ہر حدیث کی شرح نہیں کی گئی بلکہ صرف انہیں احادیث کی تشریح کی گئی ہے جو محتاجِ وضاحت تھیں۔ بالعموم اس کتاب میں مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب یہ ہے کہ آپؒ نے حدیث نقل کرنے کے فوراً بعد فقہی مسائل پر بحث کی ہے اور اس میں ائمہ کی اختلافی آراء کو بیان کیا ہے۔ متعدد مقامات پر ایسے بھی کیا ہے کہ حدیث میں موجود مشکل الفاظ کی تشریح کی ہے اس کے بعد فقہی مسائل پر بحث کی ہے اور دقیق استنباطات بیان کئے ہیں۔

احادیث سے احکام کا استنباط:

الکوکب الدری کی سب سے بڑی خصوصیت فقہ الحدیث ہے، چنانچہ اس میں مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں رواۃ پر حکم، احادیث کے درجہ کا بیان اور مشکل الفاظ کی توضیح کا اہتمام کیا ہے، وہاں استنباطِ احکام کا بطورِ خاص اہتمام کیا ہے اور کتاب کا زیادہ حصہ اسی پر مشتمل ہے، کیونکہ جس کتاب (جامع ترمذی) کی یہ شرح ہے اس کا اکثر حصہ احادیثِ احکام پر ہی مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب کی اکثر احادیث کے تحت آپؒ نے مسائل واحکام، دقیق

استنباطات، فقہی اختلافات اور شرعی احکام کی علتوں اور حکمتوں پر کلام کیا ہے۔

چنانچہ اس کتاب کے مقدمہ میں مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وجل توجهه انما كان إلى الدراية وفقه الروايات" ([1])

"اور احادیث کے مفہوم اور مسائل کی طرف آپؒ (صاحب الکوکب) کی خاص توجہ تھی۔"

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"هذا إضافة إلى فوائد فى اللغة وغريب الحديث وعلم الرجال والأصول ومقاصد الشريعة" ([2])

"یہ ایک ایسا مجموعہ ہے جو لغوی فوائد، مشکل الفاظ کی توضیح، علم اسماء الرجال، علم الاصول اور مقاصدِ شریعت پر مشتمل ہے۔"

احکام و استنباطات بیان کرنے کے اسالیب:

مؤلفِ الکوکب پہلے زیرِ بحث حدیث کے متن کا کچھ حصہ تحریر کرتے ہیں، پھر اس کے مشکل الفاظ کی شرح کرتے ہیں اور پھر اس حدیث میں موجود فقہی احکام و مسائل اور ان میں ائمہ کی آراء کا ذکر کرتے ہیں۔ البتہ بعض مقامات پر آپؒ ایسا بھی کرتے ہیں کہ اگر متن حدیث میں کوئی محتاجِ وضاحت مشکل لفظ نہ ہو تو متنِ حدیث کے کچھ الفاظ ذکر کرنے کے فوراً بعد اس کے فقہی احکام پر بحث شروع کر دیتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر حدیث میں کوئی قابل ذکر فقہی مسئلہ موجود نہ ہو تو صرف لغوی وضاحت یا متنِ حدیث کی توجیہ بیان کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں، آپؒ نے جو احکام و استنباطات ذکر کیے ہیں ان کی کچھ امثلہ کا آئندہ مختلف عنوانات کے تحت ذکر کیا جاتا ہے۔

مؤلفؒ نے فقہی احکام و مسائل ذکر کرنے کے لیے درجِ ذیل مختلف الفاظ استعمال کیے ہیں:

☆ "ويستنبط من ألفاظها مسائل۔" "اس کے الفاظ سے کچھ مسائل نکالے گئے ہیں"([3])

---

1 الكاندهلوي، محمد زكريا بن محمد يحىٰ صديقي، مولانا، تعليقات الكوكب الدري على جامع الترمذي (كراچي: ايچ ايم سعيد، س۔ ن)، 1: 31

2 أبو الحسن ندوي، علي مياں، مولانا، مقدمات أبي الحسن الندوي (كراچي: دار ابن كثير، 1431 ھ)1:8

3 گنگوہی، رشيداحمد بن ہدايت احمد، مولانا، الكوكب الدري على جامع الترمذي (كراچي: ايچ ايم سعيد، س۔ ن)، 1:153

☆ "ويمكن منه استنباط۔" "اور اس سے یہ استنباط ممکن ہے"(1)

☆ "ويدل على جواز الزيادة والنقصان۔" "اور یہ کمی و بیشی کے جواز پر دلالت کرتی ہے"(2)

☆ "استدلت الشافعية بذالك" "اس سے شافعیہ نے استدلال کیا ہے"(3)

☆ "هذا تنبيه على أن۔" "اس حدیث سے اس بات کی تنبیہ ہے"(4)

☆ "هذا إشارة إلى أن۔" "اس حدیث سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے"(5)

آپؒ نے اس کتاب میں متعدد احادیث سے مسائل و احکام کا استنباط کیا ہے۔ پوری کتاب میں اس کی مثالیں جابجا نظر آتی ہیں۔ ان میں سے کچھ امثلہ ذیلی سطور میں پیش کی جاتی ہیں۔

حدیث مصافحۃ الجنب سے متعدد مسائل کا استنباط:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ فَانْبَجَسْتُ أَيْ فَانْخَنَسْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ أَوْ أَيْنَ ذَهَبْتَ قُلْتُ إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا قَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ))(6)

"نبی ﷺ کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور وہ (ابوہریرہؓ) حالتِ جنابت میں تھے، فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے پیچھے ہو گیا (میں آنکھ بچا کر نکل گیا) تو میں نے غسل کیا، پھر میں واپس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہاں تھے یا فرمایا کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے عرض کیا میں جنبی تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: مومن ناپاک نہیں ہوتا۔"

اس حدیث سے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے دس مسائل کا استنباط کیا ہے۔ چنانچہ آپؒ لکھتے ہیں کہ:

---

1 الكوكب الدري، 43:1
2 الكوكب الدري، 47:1
3 الكوكب الدري ، 188:1
4 الكوكب الدري ، 191:1
5 الكوكب الدري ، 194:1
6 الترمذي، أبو عيسى، محمد بن عيسى، جامع الترمذي (بيروت: دار الغرب الإسلامى، 1998م)، باب ما جاء في مصافحة الجنب، رقم الحديث: 121

"ويستنط من القصة وألفاظها مسائل" ([1])

"اس حدیث اور اس کے الفاظ سے چند مسائل نکلتے ہیں۔"

1. "منها جواز مصافحة الجنب الذى عقد الباب لأجله"

"حالتِ جنابت والے آدمی سے مصافحہ جائز ہے، اسی مسئلہ کے لیے یہ ترجمۃ الباب قائم کیا گیا ہے۔"

2. "منها أن النجاسة الحكمية لا تؤثر تلويثا فى غيره ولا تنجيسا ما لم يكن ثمة نجس حقيقى"

"نجاستِ حکمی ایسی ناپاکی پیدا نہیں کرتی کہ جس سے ایک آدمی کے ناپاک ہونے سے دوسرا آدمی بھی ناپاک ہو جائے جب تک کہ اس ناپاک شخص کو نجاستِ حقیقی نہ لگ جائے، ورنہ کیسے ممکن تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنا ناپاک ہاتھ نبی علیہ السلام کے ہاتھوں میں دے دیتے۔"

3. "ومنها جواز خروج الجنب لحوائجه في الأسواق والمشاهد إذ لو لم يجز لأنكر النبي صلى الله عليه وسلم خروجه من بيته جنبا حين علم به"

"جنبی آدمی اپنی ضروریات کے لیے بازار اور دیگر مقامات پر جا سکتا ہے، اس لیے کہ یہ اگر ناجائز ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا جنبی ہونا معلوم ہوا تھا، اُسی وقت اِس سے منع فرما دیتے۔"

4. "ومنها جواز تأخير الغسل ما لم تحضر الصلاة "

"نماز کا وقت ہونے تک غسلِ جنابت میں تاخیر جائز ہے۔"

5. "ومنها جواز ترك الامتثال لأمر أحد من الأكابر إذا علم أنه و إن كان أمر بما أمر به صريحا غير أنه لا يستخط على مخالفته ويرتضيه"

"اکابر میں کسی کے صریح حکم کو چھوڑا جا سکتا ہے، جبکہ یہ معلوم ہو کہ وہ حکم کی مخالفت پر ناراض نہیں ہونگے اور راضی رہینگے۔"

اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا تو آپ کا ارادہ ان کو اپنے ساتھ لے کر چلنے کا

---

1 الكوكب الدري، 1 : 153

تھا، لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پتہ تھا کہ میں اس کے خلاف کروں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض نہیں ہوں گے، اس لیے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنکھ بچا کر طہارت کے لیے چلے گئے۔

6. "منها سؤال الرجل عمن صدر منه ما فيه مساغ للإنكار عذره فيه ليعتذر لو معقولا ويبين له الصواب"

"اگر کسی سے کوئی ایسا عمل ہو جائے، جس کے انکار کی گنجائش ہو تو اس سے اس بارے میں پوچھ لینا چاہیے اگر وہ کوئی معقول عذر پیش کرے تو اُسے قبول کر لیا جائے اور اس کو صحیح بات بتا کر، امرِ حق کی طرف اُس کی راہنمائی کرنی چاہیے۔"

7. "ومنها أن لا يبادر إلى التعنيف ما لم يعلم باعثه على ما فعله"

"کسی کو ڈانٹنے اور بُرا بھلا کہنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے، جب تک کہ اُس کے غلط کام کی وجہ معلوم نہ ہو جائے۔"

8. "ومنها جواز التكلم بين يدي الأكابر والعلماء وأئمة وخلفاء بأمثال تلك الأمور التي لا تستقيح شرعا"

"اکابر، علماء، ائمہ اور خلفاء کے سامنے ایسی باتیں کرنا جائز ہے، جو شرعاً ناپسندیدہ اور معیوب نہیں ہیں۔"

"ومنها جواز الحكم على الشيء بلفظ أعم من المعنى المقصود إثباته و نفي الشيء عنه و إن لم ينتف غير نوع منه معلوم"

"ایک چیز پر لفظِ عام کے ساتھ حکم لگانا جائز ہے، اگرچہ وہ معنی جس کو ثابت کرنا مقصود ہے وہ خاص ہو، اسی طرح لفظِ عام سے کسی چیز کی نفی جائز ہے اگرچہ وہ نفی ایک خاص نوع ہی کی ہو۔"

جس طرح حدیث کے الفاظ المسلم لا ينجس میں ہر قسم کی نجاست کی نفی معلوم ہوتی ہے، لیکن اس سے صرف نجاست کی کچھ انواع مراد ہیں، کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ سمجھے تھے کہ جنبی کی ہر ایک چیز ناپاک ہے پسینہ وغیرہ بھی ناپاک ہے تو اس سے بتا دیا کہ یہ چیزیں ناپاک نہیں ہیں۔

9. "ومنها استحباب الطهارة للحضور بين يدي العلماء والصلحاء"

"علماء اور صلحاء کی مجالس میں حاضری کے لیے طہارت مستحب ہے۔"(1)

محققین کی موجودہ تحقیق کے مطابق دیگر شراحِ جامع ترمذی نے مذکورہ حدیث سے اس انداز سے احکام کا استخراج نہیں کیا جس انداز میں الکوکب میں کیا گیا ہے، چنانچہ مذکورہ مسائل میں سے کچھ، ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع ترمذی کی شرح، عارضۃ الاحوذی میں مذکور ہیں(2) جب کہ کچھ کا استخراج مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی کیا ہے، باقی شروحات ترمذی میں یہ مذکور نہیں ہیں۔(3)

حدیث 'کراہیۃ رد السلام غیر متوضیٔ' سے متعدد مسائل کا استنباط

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ہے کہ

((عَنْ ابنَ عُمَرَ: أَنَّ رجلًا سلَّمَ على النَّبيِّ صلَّى اللَّهُ عليْهِ وسلَّمَ وَهوَ يبولُ فلَم يردَّ عليْهِ)) (4)

"ایک آدمی نے نبی ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ قضاءِ حاجت کی حالت میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔"

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہنا ہے کہ یہاں ترجمۃ الباب اس ذکر کردہ روایت سے سمجھ میں نہیں آرہا، اس لیے کہ یہ حدیث یہاں مختصر مذکور ہے اور اس کا ایک حصہ محذوف ہے، اُس سے یہ ترجمۃ الباب واضح ہوتا ہے، وہ محذوف حصہ یہ ہے کہ

((إِذَا كَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَتَوَارَى فِي السِّكَّةِ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْحَائِطِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ)) (5)

"حتیٰ کہ جب وہ گلی میں آنکھوں سے اوجھل ہونے کے قریب ہوا، تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ

---

1 الكوكب الدري، 1: 155

2 ابن العربي، محمد بن عبد الله، عارضة الأحوذي شرح صحيح الترمذي (بيروت: دار الكتب العلمية، 1418هـ)، 1:152

3 جلال الدين السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، قوت المغتذى على جامع الترمذى (المكة: جامعة أم القرى، 1424هـ)، 1:86

4 جامع الترمذي، أبواب الطهارة، باب في كراهية رد السلام غير متوضي، رقم الحديث:90

5 أبوداود، سليمان بن أشعث، سنن أبي داود (بيروت: المكتبة العصرية، س۔ ن)، باب التيمم في الحضر، رقم الحديث:330

دیوار پر مارے اور اپنے چہرے پر پھیرے، پھر دوسری بار مارے اور اپنی کلائیوں پر پھیرے تب اس کے سلام کا جواب دیا۔"

آپؒ اس حدیث سے مسائل کا استنباط کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

"أن رد السلام على من سلم على من يقضى حاجته غير واجب فكان الرد مجرد فضل ولطف وكذالك من سلم على الأكل والقاري وغيرهما لم يجب رده ولو رد هؤلاء على المسلم كان حسنا و احسانا وفيه دلالة على استحباب الطهارة للعبادات التى لا تشترط لها الطهارة و أن التيمم فى مثل هذا جائز مع القدرة على الماء ولو استنبط من هذا المقام جواز الاكتفاء بالتيمم لكل قربة خيف فوتها على انتظار الماء كالجنائز والأعياد مما يفوت إلى غير خلف لم يبعد أيضا"([1])

"بلاشبہ قضاءِ حاجت کرنے والے شخص پر سلام کا جواب دینا لازمی نہیں ہوتا، آپ ﷺ نے بطور احسان اور مہربانی کرتے ہوئے جواب دیا، ایسے ہی جو شخص کھانے میں مصروف شخص کو یا تلاوتِ قرآن میں مشغول شخص کو سلام کرے تو ان حضرات پر اس کا جواب دینا واجب نہیں ہے، اگر یہ لوگ جواب دے دیں تو باعثِ اجر و احسان ہو گا۔ اس سے مسئلہ معلوم ہوا کہ جن عبادات کے لیے طہارت شرط نہیں ہے، ان میں بھی مستحب یہ ہے کہ ان کو طہارت کے ساتھ انجام دیا جائے اور ان کے لیے پانی ہونے کے باجود تیمم کرنا جائز ہے، نیز یہاں سے اس مسئلہ کا بھی استنباط ہوتا ہے کہ جس عبادت کے لیے پانی کے انتظار کی صورت میں فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو اور اس کا کوئی بدل (قضاء) بھی ممکن نہ ہو جیسا کہ نمازِ جنازہ اور نمازِ عیدین ہیں، تو ایسی عبادات کو بھی تیمم کرکے ادا کرنا جائز ہے۔"

مذکورہ حدیث سے صاحب الکوکب نے درج ذیل تین احکام کا استنباط کیا ہے:

1. کھانے میں مصروف یا تلاوتِ قرآن میں مشغول شخص کو کوئی آدمی سلام کرے تو ان پر سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہے۔
2. جن عبادات کو انجام دینے کے لیے طہارت مستحب ہے، ان کے لیے پانی ہونے کے باجود تیمم کرنا

1 الكوكب الدري، 1: 125

جائز ہے۔

3. جن عبادات کا بدل (قضاء) ممکن نہ ہو جیسا کہ نمازِ جنازہ اور نمازِ عیدین ہیں اور انتظار کی صورت میں ان کے رہ جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی عبادات کو بھی تیمم کر کے ادا کرنا جائز ہے۔

تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ باقی شروح ترمذی میں پہلا مسئلہ تو مذکور ہے لیکن باقی دو مسائل کا ذکر صرف الکوکب الدری میں ہی ہے۔(1)

لہٰذا مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ استنباطات لطیف بھی ہیں اور انفرادیت کے حامل بھی ہیں۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی العرف الشذی میں مندرجہ بالا حدیث کے تحت ان دو مسائل کے استنباط کو مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔(2)

دقیق استنباطات:

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ احادیث سے دقیق اور گہرے استنباطات بھی کیا کرتے تھے، الکوکب الدری میں اس کی امثلہ جابجا نظر آتی ہیں۔

ملکِ غیر سے فائدہ حاصل کرنے کا جواز:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ، فَبَالَ عَلَيْهَا قَائِمًا، فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوءٍ)) (3)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم کی کوڑی پر تشریف لے گئے اور وہاں (بوجہ عذر) کھڑے ہو کر پیشاب کیا تو میں وضوء کا پانی لے کر حاضر ہوا۔"

اس حدیث سے دقیق استنباط کرتے ہوئے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ

"أن في قوله" أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ، فَبَالَ " إجازة الاستمتاع بملك الغير إذا علم

---

1 النفح الشذي، 2 :361 ؛ عارضة الأحوذي، 11:1

2 الكشميري، محمد انور شاه بن معظم شاه، العرف الشذي شرح سنن الترمذي (بيروت: دار التراث العربي، 1425ه)، 123:1

3 جامع الترمذي، باب ما جاء في الرخصة فى ذالك، رقم الحديث :31 ؛ سنن أبي داود، باب البول قائما، رقم الحديث:13

رضاه بذالك وأنه لايستضربه ولا يكرهه"[1]

"اس حدیثِ بالا سے معلوم ہوا کہ کسی غیر کی مملوکہ چیز سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے، جب اس کی رضامندی معلوم ہو جائے، اُسے اس سے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچتا ہو اور نہ ہی وہ اسے ناپسند کرتا ہو۔"

حدیثِ بالا کی علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف توجیہات بیان کی ہیں لیکن اس حدیث کے تحت غیر کی مملوکہ چیز سے جواز کا دقیق استنباط صرف صاحب الکوکب نے ہی بیان کیا ہے۔[2]

فرض ادا کرنے والے کی نفل والے کے پیچھے اقتداء کا عدمِ جواز:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اللَّهُمَّ أَرْشِدْ الْأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ)) [3]

"امام ضامن اور مؤذن امانت دار ہے، اے اللہ ائمہ کی راہنمائی فرما اور مؤذنین کی مغفرت فرما۔"

اس حدیث سے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل دقیق استنباط کیا ہے:

"ولما كان صلوة الإمام تضمنة لصلوة المأموم لم يصح اقتداء المفترض بالمتنفل ولا بمفترض آخر لأن الشيء لا يتضمن مثله ولا ما هو فوقه"[4]

"چونکہ امام کی نماز، مقتدی کی نماز کو اپنے ضمن میں لیے ہوتی ہے، اسی لیے فرض پڑھنے والے کی نفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز درست نہیں ہوگی، اسی طرح ایک فرض نماز پڑھنے والے کی دوسری فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ کوئی چیز اپنے ہم مثل یا اس سے بڑی چیز کو اپنے ضمن میں نہیں لے سکتی۔"

آپؒ کا مزید استنباط کرتے ہوئے کہنا ہے کہ

"ويعلم من ههنا أن اللائق بالأذان هو الذي يعتمد عليه في معرفة الأوقات فإن

1 الكوكب الدري، 43:1
2 قوت المغتذي، 48:1 ؛النفح الشذى، 159:1 ؛عارضة الأحوذي، 1: 28 ـ 29
3 جامع الترمذي، باب ما جاءأن الإمام ضامن، رقم الحديث: 207 ; سنن أبي داود، باب ما يجب على المؤذن من تعاهد الوقت، رقم الحديث:517
4 الكوكب الدري، 333:1

الأمانة لا تفوض إلا إلى من هو مستحق لها وحرى بإيفاء حقه"(1)

"اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اذان کی ذمہ داری اُس شخص کے سُپرد کی جائے کہ جس پر اوقات نماز کی پہچان کا اعتماد ہو، کیونکہ اذان ایک امانت ہے اور یہ ایسے شخص کے ذمہ لگائی جائے جو اس کا مستحق ہو اور اس کے حقوق پورے ادا کرنے پر قادر ہو۔"

حدیثِ بالا کے تحت، موذن کے لئے اوقات نماز کی معرفت کے مسئلہ کو امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سید الناس نے بھی اپنی شروح میں بیان کیا ہے۔(2) لیکن مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے متنفل کی امامت میں مفترض کی اقتداء کے عدم جواز کے دقیق استنباط کو بھی ذکر کیا ہے جو کہ انفرادیت کا حامل ہے۔

مشابہتِ کفار کی حرمت، ان کی موجودگی سے مشروط نہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبْ بِشِمَالِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ)) (3)

"تم میں سے کوئی بھی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے، پیئے، اس لیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔"

مندرجہ بالا حدیث سے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ دقیق و گہرا استنباط کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"فيه دلالة على أن من لم يكن موجودا بين يديه من الكفرة وغيرهم لم يجز التشبه بهم فأن حضور من لم يلزم به الشبه غير مشروط في حرمة التشبه، فأن الشيطان ليس بمعلوم ومحسوس أين هو ولا يدرك صنعه هذا بحالة ومع ذالك فقد نهينا عن اختيار فعله فلو لم يكن في قرية من اليهود أحد لم يجز لأهل تلك القرية اختيار عاداتهم وحركاتهم في قيامهم وقعودهم وكذالك في كثير من الأمور"(4)

---

1 الكوكب الدري، 334:1

2 قوت المغتذي، 3 : 112 ؛النفح الشذي، 122:4

3 جامع الترمذي، باب ما جاء في النهي عن الأكل والشرب بالشمال، رقم الحديث:1799 ؛ القشيرى، مسلم بن حجاج، صحيح مسلم (بيروت :دار إحياء التراث العربي)، باب آداب الطعام والشراب واحكامها، رقم الحديث:2020

4 الكوكب الدري، 12:3

"اس حدیث میں اس بات کی دلالت ہے کہ جو کفار وغیرہ سامنے موجود نہیں ہیں ان کی مشابہت اختیار کرنا ناجائز ہے، اس لیے کہ مشابہت کے حرام ہونے کے لیے مشبہ بہ کا وہاں موجود ہونا اور مشاہدے میں آنا شرط نہیں ہے، کیونکہ شیطان کو نہ تو ہم دیکھ رہے ہیں، نہ ہی اس کا بائیں ہاتھ سے کھانا پینا ہمارے مشاہدے میں ہے، لیکن اس کے باوجود اس کی مشابہت اختیار کرنے سے ہمیں منع کر دیا گیا ہے، تو اگر کسی گاؤں یا شہر میں یہود ونصاریٰ میں سے کوئی بھی نہ رہتا ہو پھر بھی اُس بستی و شہر کے لوگوں کے لیے اپنے اعمال، اُٹھنے، بیٹھنے، کھانے، پینے اور دیگر حرکات وسکنات میں ان کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں ہو گا۔"

اس استنباط کے بارے میں مولانا یحییٰ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"فافهم و اغتنم فإنه يفيد فوائد"([1])

"اس کو سمجھ کر، اس کی قدر کریں، کیونکہ یہ بہت سے فوائد پر مشتمل ہے۔"

زیر بحث حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ کسی عذر کی بنا پر بائیں ہاتھ سے کھانا پینا جائز ہے لیکن بلا عذر ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

محققین کی موجودہ تحقیق کے مطابق اس حدیث سے مولانا گنگوہیؒ کا یہ دقیق استدلال کہ کفار کی مشابہت کا حرام ہونا ان کی موجودگی کے ساتھ مشروط نہیں انفرادیت کا حامل ہے۔ دیگر شراحِ ترمذی نے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرحِ احادیث میں قواعدِ فقہیہ کا استعمال:

الکوکب الدری کی ایک امتیازی خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں متعدد مقامات پر قواعدِ فقہیہ کا استعمال کیا گیا ہے، چنانچہ احادیث کی تشریح نہ صرف فقہی اصول و قواعد کے ذریعے کی گئی ہے، بلکہ متعدد مقامات پر مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث سے فقہی قواعد کا استخراج بھی کیا ہے آپؒ کی اس کتاب میں قاری اس کا کئی مقامات پر مشاہدہ کر سکتا ہے۔ ذیلی سطور میں اس کی کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

قاعدہ فقہیہ "الحکم علی المشتق یستلزم ماخذ الاشتقاق" کا استعمال

1 تعليقات الكوكب الدري، 12:3

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اذا توضأ العبد المسلم أو المؤمن فغسل وجهه خرجت من وجهه كل خطيئة نظر إليها بعينيه مع الماء أو مع آخر قطر الماء أو نحو هذا و إذا غسل يديه خرجت من يديه كل خطيئة بطشتها يداه مع الماء أو مع آخر قطر الماء حتى يخرج نقيا من الذنوب)) ([1])

"جب کوئی مسلمان یا مؤمن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اُس کے چہرے سے ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے، جس کی طرف اُس کی آنکھوں نے دیکھا، پانی کے ساتھ یا فرمایا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ یا اسی طرح کچھ ارشاد فرمایا اور جب دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے جس کو اُس نے ہاتھوں سے کیا یہاں تک کہ وہ گناہوں سے صاف ہو جاتا ہے۔"

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تشریح ایک فقہی قاعدہ سے کی ہے، چنانچہ آپؒ کا کہنا ہے کہ:

"لما كان الحكم على المشتق يستلزم عليه ماخذ الاشتقاق للحكم وجب القول بأن ذالك الموعود من الأجر إذا كان المتوضي قد أسلم وجهه لله أوقد أيقن بقلبه الحضور الى الله ولما كان كذالك كان العبد المتوضى تائبا إلى الله تعالٰى بقلبه نادما على ما فرط فى جنب الله مقنعا عما اقترفته يداه إذا تيقن بالحضور والإسلام له لا يتركه لاهيا عن ذالك وهذه هي التوبة التى لا تغادر صغيرة ولا كبيرة" ([2])

"یہ قاعدہ اور اصول ہے کہ جب کسی مشتق اسم پر حکم لگتا ہے تو اس کا ماخذ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے، جب ایسی بات ہے تو یہ کہنا لازمی ہے کہ حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ثواب اس وقت ہے جب وضو کرنے والے نے اپنا نفس اللہ کی اطاعت میں لگا دیا ہو اور اپنے دل میں اللہ کی حاضری کا کامل یقین رکھتا ہو اور جب یہ حالت ہو گی تو وضو کرنے والا، اللہ سے توبہ کرنے والا، بارگاہِ الٰہی میں اپنی کوتاہیوں میں ندامت کا اظہار کرنے والا ہو گا، غافل نہیں ہو گا اور یہی وہ توبہ ہے جو چھوٹے بڑے کسی گناہ کو نہیں چھوڑتی۔"

---

1 النووي، يحيى بن شرف، المنهاج شرح صحيح مسلم (بيروت، دار إحياء التراث العربي، 1392ھ)، 191:13 ؛ تحفة الأحوذي، 422:5

2 الجامع الترمذي، أبواب االطهارة، باب ما جاء في فضل الطهور، رقم الحديث 2

حاصل یہ ہے کہ حدیثِ بالا میں مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں لفظ خطیۂ سے کبائر مراد ہیں کہ کبیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، لیکن صفتِ ایمان و اسلام کی شرط پائے جانے کے ساتھ تو آپؒ نے حدیث کی تشریح میں یہ فقہی قاعدہ استعمال کیا ہے کہ

"الحكم على المشتق يستلزم عليه ماخذ الاشتقاق"(1)

"جب اسم مشتق پر کوئی حکم لگتا ہے تو اس کا ماخذِ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے۔"

تو حدیثِ بالا میں لفظ "المسلم اور المومن" اسمِ مشتق ہیں اور گناہوں کی معافی کا جو حکم لگ رہا ہے ان پر، اِن کا ماخذِ اشتقاق یعنی اسلام اور ایمان اُس حکم کی علت ہے۔ علامہ قرافی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الفروق" اور علامہ الارموی رحمۃ اللہ علیہ نے الفائق فی اصول الفقہ میں اس قاعدہ فقہیہ کا مثالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔(2)

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیثِ بالا کی ایک دوسری توجیہ بھی کی ہے آپؒ کا کہنا ہے کہ یہاں خطیۂ کو کبائر یا صغائر میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص نہ سمجھا جائے بلکہ اس کو عام لیا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ صغیرہ گناہ تو ہر وضو کرنے والے کے معاف ہوں گے، لیکن کبیرہ صرف اُسی کے معاف ہوں گے جس میں وضو کرتے وقت انابت الی اللہ اور ندامت کی صفت موجود ہو گی۔(3) علامہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی معنٰی کی طرف اشارہ کیا ہے۔(4)

فقہی قاعدہ "الحرج مدفوع" کا استعمال:

حضرت اِم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں ایسی عورت ہوں جو اپنے بالوں کی چوٹی کو مضبوط باندھتی ہوں۔ کیا میں غسلِ جنابت کے لیے اُسے کھولا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا، إنَّما يَكْفِيك أن تَحْثِي على رأْسِك ثلاث حَثَيَاتٍ ثم تُفِيضِينَ عليك الماء

1 الكوكب الدري، 1:32

2 القرافي، أحمد بن ادريس، انوار البروق في أنواع الفروق (قاهره: عالم الكتاب، س۔ ن)، 3: 229؛ الأرموي، محمد بن عبد الرحيم، الفائق في أصول الفقه (بيروت: دار الكتب العلمية، 1426ھ)، 2:262

3 الكوكب الدري، 1:32

4 ابن العربي، محمد بن عبد الله، عارضة الأحوذي بشرح صحيح الترمذي (بيروت : دار الكتب العلمية، س۔ ن) ، 1:13 ؛ تحفة الأحوذي، 1:25

فَتَطْهُرِين)) ([1])

"نہیں، تین مرتبہ لب بھر کے سر پر پانی ڈالنا تمہارے لیے کافی ہے پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ تو تم پاک ہو جاؤ گی۔"

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی توضیح میں قاعدہ فقہیہ استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

"هذا بمنزلة الاستثناء من عموم قوله صلى الله عليه وسلم تحت كل شعرة جنابة فأن أم سلمة رضى الله عنها لما علمت بذالك وعلمت أن فيه حرجا سألته عن ذالك فقال: إنما ذالك للرجال لا لكن وهذا لأن الحرج مدفوع و في ايجاب النقض على المرأة حرج" ([2])

"یہ حدیثِ بالا، فرمانِ نبوی "تحت كل شعرة جنابة"(ہر بال کے نیچے جنابت ہے) کے عام حکم سے ایک استثنائی صورت ہے، کیونکہ ام سلمہؓ کو اس فرمان کا علم تھا نیز یہ بھی علم تھا کہ بال کھولنے میں حرج ہے، اس لیے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوں کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بال دھونے کا حکم مردوں کے لیے ہے تم عورتوں کے لیے نہیں ہے، کیونکہ حرج شریعت میں اُٹھالیا گیا ہے اور عورت پر بال کھولنے کا حکم لگانے سے حرج لازم آتا ہے۔"

تو اس میں مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے "الحرج مدفوع" فقہی قاعدہ کو شرح حدیث میں استعمال کیا ہے۔

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اصول السرخسی میں اور دیگر ائمہ نے اس قاعدہ کو اپنی کتابوں میں مثالوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔([3])

قاعدہ: "اقامة الداعي مقام المدعو" کا استعمال:

حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ)) ([4])

"جب ختنہ کی جگہ، ختنہ کی جگہ سے مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔"

---

1 جامع الترمذي، باب هل تنقض المرأة شعرها عند الغسل، رقم الحديث:105

2 الكوكب الدري، 41:1

3 السرخسي، محمد بن أحمد، شمس الائمة، أصول السرخسي (بيروت: دار المعرفة، س۔ ن) ، 203:2 ؛ الزرقا، أحمد بن الشيخ محمد، شرح القواعد الفقهية (دمشق: دار القلم، 1409ھ)، 157:1

4 جامع الترمذي، أبواب الطهارة، باب ما جاء إذا التقى الختانان، رقم الحديث:108

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوے مولانا گنگوہیؒ کا کہنا ہے کہ:

"فالسبب فيه اقامة الداعي مقام المدعو والسبب مقام المسبب فالتقاء الختانين لما كان في غالب أمرهم يتسبب إلى خروج المني وهو نفسه يتغيب عن البصر والزمان زمان التلذذ واضطراب فلعله لا يحس بخروجه لذهوله عن مثل هذه الأمور في أمثال تلك الحالات أقيم هذا مقام ذالک تيسيرا على العباد واحتياطا فی العبادات"([1])

"تو یہاں سبب کو مسبب اور داعی کو مدعو کے قائم مقام کیا گیا ہے، اس طرح کہ ختنوں کی جگہوں کا ملنا عام طور پر خروج منی کا سبب بنتا ہے اور وہ آنکھ سے او جھل ہوتی ہے اور وہ وقت بھی تلذذ کا ہوتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ آدمی کو ایسی کیفیت میں خروج منی کا احساس نہ ہو سکے تو التقاءِ ختانان کو خروجِ منی کا قائم مقام بنا دیا گیا، بندوں پر آسانی اور عبادات میں احتیاط کے پیشِ نظر تو یہاں آپؒ نے فقہی قاعدہ "اقامۃ الداعی مقام المدعو والسبب مقام المسبب" کو شرحِ حدیث میں استعمال کیا ہے۔"

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اصول السرخسی اور علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح التلویح میں اس قاعدہ کا ذکر کیا ہے۔ (2)

نتائجِ بحث:

اس تحقیق سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

- علوم الحدیث میں سے، علم فقہ الحدیث وہ اہم علم ہے جسے حاصل کیے بغیر متنِ حدیث کو سمجھنا ممکن ہے، اس کی وجہ سے نا صرف احادیث میں موجود احکام و مسائل سے مکمل آگاہی ہوتی ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ احکام و مسائل کا استنباط کیسے کیا جاتا ہے، نیز الفاظِ حدیث کے مصداق و مراد کا تعین ہوتا ہے تو یہ علومِ حدیث میں سے وہ نمایاں علم ہے کہ جس کا جاننا حدیث کے طالب علم کے لئے از حد ضروری ہے۔

---

1 الكوكب الدري، 143:1

2 التفتازاني، سعد الدين مسعود، شرح التلويح على التوضيح (مصر: مكتبه صبيح، س۔ ن)، 140:2؛ أصول السرخسي، 318:2

- الکوکب الدری علی جامع الترمذی، مولانا گنگوہیؒ کے درسی افادات پر مشتمل ایک اہم عربی شرح ہے، یہ متعدد امتیازات و خصوصیات کی حامل ہے، اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ فقہ الحدیث کا اہم مجموعہ ہے، اس میں مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے استنباطِ احکام کا بطور خاص اہتمام کیا ہے اور کتاب کا اکثر حصہ اسی پر مشتمل ہے، آپؒ نے فقہی احکام و مسائل ذکر کرنے کے لیے مختلف الفاظ استعمال کیے ہیں۔ مثلاً ویستنبط من ألفاظها مسائل، ویمکن منه استنباط، هذا تنبیه علی أن، فیه دلالة، هذا إشارة إلی أن وغیرہ۔
- صاحبِ کتاب نے بہت سی احادیث سے فقہی مسائل و احکام کا استخراج کیا ہے، جن میں سے کچھ دقیق اور لطیف استنباطات ہیں۔ جیسا کہ سابقہ سطور میں پیش کی گئی مثالوں سے واضح ہوا کہ آپؒ نے دقیق اور گہرے استنباطات بیان کیے ہیں، جس سے آپ کی استنباطی قوت کا اظہار ہوتا ہے۔
- آپؒ کے بیان کردہ استنباطات میں کچھ تو ایسے ہیں جن کو متقدمین شراح نے بھی بیان کیا ہے اور کچھ ایسے ہیں کہ جن کا آپؒ نے اپنی ذاتی تحقیق کے ذریعہ خود استنباط کیا ہے اور متقدمین اہلِ علم کے ہاں ان کا تذکرہ نہیں ملتا۔
- اس تحقیق میں آپ کی بیان کردہ کچھ استنباطات کا دیگر شروحِ ترمذی، مثلاً عارضۃ الاحوذی، النفح الشذی، قوت المغتذی، العرف الشذی، اور تحفۃ الاحوذی وغیرہ میں ذکر کردہ استنباطات سے موازنہ کیا ہے، جس سے یہ واضح ہوا کہ آپؒ کے کچھ استنباطات منفرد اور نادر ہیں۔
- اس کتاب کی ایک منفرد خصوصیت یہ ہے کہ اس میں متعدد مقامات پر احادیث کی تشریح و توضیح میں فقہی اصول و قواعد کا استعمال کیا گیا ہے نیز بعض جگہ احادیث سے قواعد فقہیہ کا استنباط و استخراج بھی کیا گیا ہے، محقق نے ان قواعدِ فقہیہ کی امہات الکتب سے تخریج بھی کی ہے۔